

JOCHEN HELLBECK

.....

THE CITY
THAT DEFEATED THE
THIRD REICH

STALINGRAD

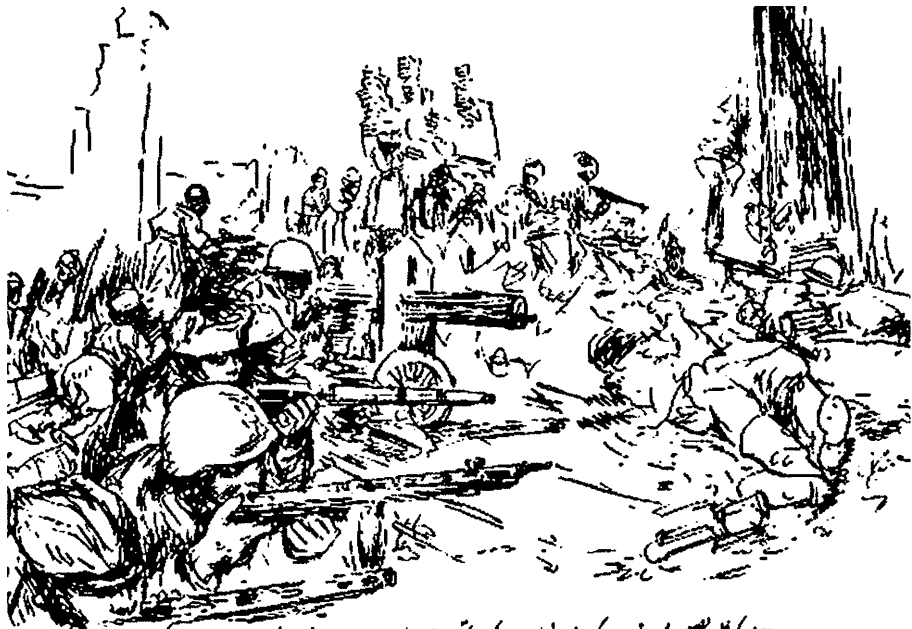




آباد شاہ پوری

یہ ۱۹۴۱ء کی گرمیوں کا ذکر ہے۔ ہٹلر نے اپنی ۱۰ فی صد فوجی قوت روس کو فتح کرنے کے لیے ایک نئے محاذ پر لاٹھلی تھی۔ جرمنی کا روس پر حملہ ایک دنیا کے لیے حیران کن تھا۔ ابھی دو سال پہلے ہٹلر اور ستالین نے وینز کو آپس میں ہانٹ لیا تھا اور بظاہر دونوں آمروں میں لازمی مصیقت تھی، اب تقریباً ۲۹ لاکھ جرمن فوج ماسکو کی طرف بڑھ رہی تھی۔ ابھی ماسکو ۲۵ میل دور تھا کہ جہاز شروع ہو گیا۔ ۵ دسمبر ۱۹۴۱ء کو روسیوں نے جہاز جاری زد کوئی کی سرگردی میں جو ابھی شروع کیا اور ایک چھینے کے اندر اندر جرمنوں کی ایک لاکھ آدمیوں، ۲۹۰۱ ٹینکوں اور ۱۱۳۰ ہوائی جہازوں سے ہاتھ دھونے پر مے۔ ساری سردیاں تباہ کاری کا یہی عالم رہا اور ۱۹۴۲ء کا موسم بہار آتے آتے ہٹلر اس نتیجے پر پہنچ گیا کہ جب تک ماسکو کی ناکہ بندی نہیں کی جاتی اس کو فتح کرنا ناممکن ہے۔ اس نے فوج کو سبوتی روس میں گھس جانے اور ستالین گراڈ، رستوف، استرنا، یوکرین اور کیشیا کے تیل کے میدانوں پر قبضہ کر لینے کا حکم دیا۔ یہ علاقہ پورے روس کی شہرگ تھا۔ یوکرین اس کا انداز گھر تھا۔ کاشکیا کے تیل پر اس کے ذرائع نقل و حمل کا انحصار تھا۔ ستالین گراڈ بھاری شینزری فراہم کرتا تھا، پھر وہ دینے لگا۔ ہر واقعہ تھا جو سوویت یونین کی اہم ترین شہر اب ہے۔ لاکھوں ٹن اناج، تیل، شینزری اور دیگر سامان سے حاصل کردہ فوجی ساز و سامان اس کی آلیا رستے سے ماسکو پہنچ رہا تھا۔

اس طوفانی حملے کا آغاز ۲۸ جون ۱۹۴۲ء کو ہوا تھا۔ جرمن فوجیں کیل لائن سے لیسہ پارا کھڑی تھیں کہ ۱۸ جون کو ۲۳ ویں پانزر دویژن کے ایک سینئر افسر کا میاہر روسیوں نے مارا گیا۔ یہ افسر روسیوں کے لیے اڑا تھا اور حملے سے متعلق خفیہ کڈ تھا۔ بھی اس کے ساتھ تھے روسیوں کے ہاتھ لگ گئے۔ یہ واقعہ جرمن فوجی کمان کے لیے سخت پریشان کن تھا۔ اب سوال پیدا ہو گیا کہ وقت مقررہ پر منصوبے کے مطابق حملہ شروع کیا جائے یا نہیں۔ فیصلہ عملہ کر لینے کے حق میں ہوا۔ جرمن افسر کو اپنی فوجی قوت پر اتنا بھی تھا اور اعتماد بھی۔ انہیں یقین تھا کہ ان کا بیلابیل روسیوں کے دلوں کے زلزلے کے لیے۔



۱۰۔ جرن کوئی ابھی جرن فوجوں کی لینا شروع ہوئی۔ چوتھی پانچ فوج اور دوسری فوج کے پندرہ ڈویژن حرکت میں آئے جنہوں نے بازو پار ڈویژن ہنگریوں پر حملہ کیا۔ دو جرن اور چھ ہنگریوں ڈویژن، ریزرو کے گئے تھے۔ چوتھی فوج انیس ڈویژنوں پر حملہ کیا تھا۔ سامنے دھکے لگائے گئے۔ اسٹیپس کب دست کی طرح مد نظر ایک پیسے ہوئے تھے۔ ایسے ہی وقت میں دوسری میدان ٹینکوں کی جنگ کے لیے نہایت تیزوں ہوتے ہیں۔ ایسے میدانوں میں جرن پامی ناقابل سیر ثابت ہوتے ہیں۔ چوتھی لینا شروع ہوئی۔ دوسری فوجوں کے قدم اکھڑتے ہیں۔ گئے مہاراجا سے اور تو جرن دھکے کھاتے کرتے ہیں۔ ٹینک اڈے ہوتے ہوئے آگے بڑھتے۔ ان کے پیچھے ٹینک دسے اور پھر پھول فوج ہوتی اور آخر میں سروی ٹروپس ہوتے۔ اسٹیل ٹرینڈر کے ٹکڑے ہاتھ دیں۔ سائیرین فوج جرن دھکے پر ٹکڑے کی سرکڑی میں میدان میں آگئی تھی۔ اگرچہ جرن نہیں روکیں کہ تیس تیس کرتی ہوئی آگے دھکی جاتی تھیں۔ مگر انہوں نے محسوس کر لیا تھا کہ شٹلوار کچھ اچھا نہیں ہے۔ یہ وہیوں کی ہزیمت نہایت شدید تھی اور جرن فوجوں نے ہمدردی نقصان ٹھایا۔ اس پر طرہ پر کر سوا دیاں چھر سر پر آگئی تھیں۔ اسٹیپ کے میدانوں میں جاؤ، جلد شروع ہو جاتا ہے۔ چولائی کے اداں کی میں برت کرنے اور ٹھنڈی سیخ بستہ براجمد فوج کو برٹانے گئی ہے۔

ادھر دوسری بڑی فوج کے کپانی جرن فوجوں کے لیے دوسرے ہوئے تھے۔ یہ لوگ چالیس ہنگریوں سے بھی کم تعداد میں چھوٹے چھوٹے گروہوں پر حملہ کرتے ہیں جن میں عورتیں ہی عورتیں تھیں۔ انہوں نے سامان، رسد سپلائی کے راستے تباہ کر دیے تھے۔ دوسری فوجیں جس مقام سے نکل جاتیں تھیں وہاں پر ان کی جگہ لے لیتے تھے۔ یہ دن ہر کمین گاہوں میں چھپے رہتے اور رات پڑتی تو سردی مائل اور جرن فوجوں پر ٹوٹ پڑتے۔ جرن فوج ایک عجیب پریشان کن صورت حال سے دوچار تھی۔ وہ اگر پانچ سیل آگے بڑھتی تھی تو اسے نئے طبقے علاقے کی مخالفت کے لیے اپنی ایک معقول تعداد بھی چھوڑنا پڑتی تھی، مگر ادھر رات ہوتی اور ادھر ان کا مٹایا جاتا تھا۔ اس طرح وہ ملوث روئے کے ایک مزاحیہ میل کے علاقے پر بھی تبصرہ کر پائی تھی۔

اُدھر پانز ستوت کی طرف بڑھ رہی تھی۔ اُدھر چھی فوج اُڑا
دستوں کی مدد سے عزم ہو کر دیائے ڈان کے کنارے اُکڑ لکئی۔
ستوت فتح ہو چکا۔ تو بٹلر نے دوبارہ پانز کو جنوب کی طرف سے
شمال گراڈا پہنچنے کا حکم دیا۔ اسی کا خیال تھا کہ جنوب کی طرف سے دہاڑ
پڑا، تو چھی فوج کو آگے بڑھنے کا موقع مل جائے گا۔ ستوت ۱۰ میل
دور تھا اور پانز کی سیاب اینڈ من کی ایک بھاری مقدار اور تین تہیں بنتے
ستوت کی تمام ہی رہا کر چکی تھی۔ روسیوں نے اس صحت سے فائدہ
اٹھا کر شمال گراڈا کو ایک مستحکم قلعے میں تبدیل کر دیا۔ برطانت سے بھاری
بھاری فوجیں شرمی جمع ہو گئیں اور دھنگا کی دوزخ شاخوں کے مشرق
کنارے پر انہیں نیم دائرے کی شکل میں تھیں کر دیا گیا۔ ڈان کے مغربی
کنارے پر بھی روسی فوجیں، بھی ایک سو چھ جہاں کھڑی تھیں۔ جیلے
کے آغا (۱۸ جون) سے اب تک ڈھائی لاکھ روسی فوجی اسے
جا چکے تھے۔ سڑکیں زخمی زخمی اور سامان اور روسی فوجیوں کی لاشیں
سے بٹی ہوئی تھیں، لیکن روس اب بھی غیر مغلوب تھے۔ ان کے عازم
اور حوصلے اب بھی بلند تھے۔ وہ برطانت سے پہا ہو کر ڈان اور دھنگا
کے مابین چاہیں میل تک پھیلے ہوئے خطے میں سمٹ آئے تھے
اور فیصلہ کن جنگ لڑنے پر آمادہ تھے۔

شمال نے بھی فوجی اڈی کمان کو اس سر فو منظر کیا۔ اپنی قیادت
میں ایک سپریم کمان بنائی۔ شکل زکوت کو جنوبی روس کا دفاع سونپا
گیا اور اڈی شل پور شکو کو شمالی روس کی کمان دی گئی۔

۱۱ اگست کی صبح کو تین بج کر دس منٹ پر جرمن فوجیں ریائے
ڈان عبور کرنے کے لیے بڑھیں۔ ایک سو سے زائد جنگی کشتیاں ایک
کنارے سے دوسرے کنارے تک پلڑے لٹائے گئیں۔ برکتی میں
ایک وقت پچاس آدمی میچہ کھتے تھے جہاں دہاڑا پاٹ کم چڑھتا تھا۔
دہاڑا لک کے بنے ہوئے بیڑوں سے کام لیا گیا۔ صبح ہوتے ہوتے
چھی پیدل فوج نے دہاڑا عبور کر کے سوچے جمایے۔ روسی فوجیوں
کی مزاحمت ناکام رہی۔ ۲۳ اگست کی سہ پہر کو ساڑھے چار بجے
جرمن انجنیئروں نے دہاڑا کو پل تعمیر کر کے اور جرمن فوجیں مشرقی

اُدھر روسی گوریے ایک آفت بنے ہوئے تھے اور اُدھر
بزدلی پر ٹیکوٹ کی ہتھیاری سامبرین فوج جرمن فوجوں پر تباہی دہری
تھی۔ میری دنیا کو اس جنگ کی بہت کم خبریں ملی رہی تھیں۔ جرمن
ہر پونڈی اپنی فتوحات کے راگ الاپ رہا تھا لیکن بھاری قیمت پر۔
روسی بھی صحیح معلومات فراہم نہیں کرتے تھے۔ اس کو بھی مقیم امریکی اور
برطانوی اخباری نمائندہ دل کو محاذ پر جانے کی اجازت نہیں تھی۔
بالآخر یہ جنگ ہٹلر کی تباہی ختم ہوئی۔ جرمن فوجوں کی پیش قدمی ترک
نہ کی، مگر انہیں روزانہ پچاس یا سو فیکٹوں سے ہاتھ دھونا پڑتے
تھے اور ہر روز تجربہ کار مرنے والوں کی جگہ نا تجربہ کار لوگ میدان
میں لانا پڑا تھا۔

روسیوں کی شدید مزاحمت کے باوجود جرمن فوجیں آگے
بڑھتی ہوئی دیائے ڈان کے کنارے پہنچ گئیں۔ ڈان، شمال گراڈا
کے قریب ایک بڑے سے بے حکم یو کی شکل اختیار کر گیا ہے
جس کے قریب ترین راس شہر سے چاہیں میل کے فاصلے پر ہے۔
شمال گراڈا دیائے دھنگا پر واقع ہے۔ ڈان جرمنوں اور شمال گراڈا
اور دھنگا کے درمیان آخری قدرتی رکاوٹ تھا۔ جولائی کے وسط تک
ہٹلر کو یقین ہو گیا کہ روسی فوج کی قوت و جدت جواب دے سکی ہے۔
اسے اپنے بزدلی شاک کی بزدلی پر سخت تاؤ ڈالتا تھا۔ پانچ ماہ سے
ڈنسا کے قریب ایک چھوٹے سے ٹکڑے جنگل میں پناہ سیدھا کرار
تاکم کر لیا اور فوج کی کمان اپنے ہاتھ میں لے لی۔ ڈنسا، یوکرین کا
ایک قبضہ تھا جو زیکو سلاویہ کی سرحد سے ۲۵ میل کے فاصلے
پر واقع ہے۔

بازا اس پر تھا اور ہٹلر برباری کے صاحب اور اینڈ من
کی کمی کا شکار ہونے سے پہلے کا گیشیا کے تیل کے میدانوں پر قبضہ کر
لینا چاہتا تھا۔ اس نے پانز فوج کو جنوب میں ستوت کی طرف
بڑھنے کا حکم دیا۔ اب چھی فوج تیار ہو گئی تھی۔ مگر ہٹلر کو پناہ تھا
کہ اس کی یہ مایہ ناز فوج تنہا شمال گراڈا فتح کر سکتی ہے۔ یہ ایک
محکم غلطی تھی جس کی وجہ سے بالآخر چھی فوج نیست نابود ہو گئی۔

داخل ہونے والی ریلوے اسٹیشن عبور کر کے اسے بریونی دنیاسے کاٹ کر رکھ دیا۔ اب باہر اسدھرت درخانے ہی سے پہنچ سکتا تھا۔

ستمبر کے پہلے دس دنوں میں برمن میں پانچ سو تیرہ ہزار جن جو اس وقت سے شائن گراؤ میں داخل ہو گئیں۔ پانچ لاکھ شہری آبادی یا تو شہر کے ان علاقوں میں پہنچ کر رو گئی جو ابھی تک روسیوں کے قبضے میں تھے یا دشمن نے اسے پھیل کر کے رکھ دیا۔ آگے دشمن تھا اور پیچھے دنگا اور جہاں بچنے کا کوئی راستہ نہ تھا۔ جہاز کشتیاں، ڈوئنگے اور بچیں انگریز ہر تیرہ صدائی شے محصور روسی فوج کے لیے جنگ اور سد کا سامان

بم پہنانے میں مصروف تھی۔ ہزاروں شہری جرمن فوجوں نے قیدی بنا لیے تھے اور انہیں جرم در جرم مغرب کی طرف لٹکا ہوا آستان میں سے بکھر لوگ راستے کی مصیبتوں اور بھوک پیاس سے مر گئے۔ کیونکہ زکوٰۃ ملاوٹ کیسے کی سرحد تک جنگ کی تباہ کاریوں کے سوا اور کچھ نہ تھا۔

۱۲ ستمبر کو ۲۵۰ روسی ٹینکوں نے جرمنوں کے شمالی سرے پر حملہ کیا، لیکن تقریباً اسیے ٹینک تباہ ہو گئے اور عدد کا نام برد۔

۱۳ ستمبر کو ہانڈو ڈیرن کا ایک دستہ طوفان کی طرح شائن گراؤ میں در آیا اور شہر کے سب سے اونچے مقام ۱۱۱۱ کوکون پہنچا جس پر گیا۔

اس پہاڑی سے پھر اسٹائن گراؤ نظر آتا تھا۔ یہاں سے چارے شہر کو غوطہ خوردہ بیمارطیاروں اور توپ فائے کا نشانہ بنایا جاسکتا تھا۔ روسیوں کے لیے یہ یہی صورت حال نہایت اندیشہ ناک تھی۔ اس پہاڑی پر دشمن کے تاجز رہنے کی صورت میں شہر کی زیادہ مدت تک حفاظت نامکن تھی۔

آخر تیرہ سو روسی داخل گراؤ کو اس پہاڑی سے دشمن کو مارنے کا کام سونپا گیا۔ یہ ڈیرن جہز اور دو مشینیں کی کان میں تھا اور روسی کے درجہ اولیٰ کے ڈیرنوں میں گنا جاتا تھا۔ قدم قدم سخت کشت خون ہوا۔ سات ہزار روسی مارے گئے، لیکن ۱۰ ستمبر کو وہ دشمن سے پہاڑی

چھین لینے میں کامیاب ہو گئے۔ ستمبر اور اکتوبر اس حالت میں گزر گئے کہ کبھی جرمن آگے بڑھ سکتے تھے اور کبھی روسی انہیں مار بھگاتے تھے۔ اب شائن گراؤ کی گلی گلی میں جنگ عبور تھی۔ جرمن فضا پر توپ فائے نے آگ اور گولے برسا کر شائن گراؤ کے ایک ٹپے سے

کنا سے کی طرف بڑھنے لگیں۔ سات ۲۰ میل کھانٹ دست میلن تھا جس میں کہیں کہیں کوئی چھوٹی سی ندی یا کانٹا کانٹا نظر آتا تھا۔ جرمن فوجیں بیمارطیاروں کے سایہ میں آگے بڑھنے لگیں۔ روسیوں کی مزاحمت پر انے نام تھی۔ کہیں کہیں کسی کان کی چھوٹی سی گولیاں چلتیں، تو جرمن دستوں کی یلغار رک جاتی اور سپاہی اپنے ٹرکوں سے کود پڑتے۔ تھوڑی دیر کے لیے گولیاں کا تبادلہ ہوتا، مزاحمت کو ختم کرنے کے بعد یلغار پھر شروع ہو جاتی۔

شائن گراؤ کے پکاؤ کی بظاہر کوئی صورت زمینی سوویت حکام نے شہر کے مشرقی کارخانوں کی زیادہ سے زیادہ شہری نکالنے کا حکم دیا۔ شائن کو خبر ملی، تو اس نے ٹیلی فون پر حکم دیا کہ شہر کا انحصار روک دیا جائے۔ شائن گراؤ کو برقیہت پر پکایا جائے گا۔

۱۶ اگست کو جرمن فضا پر لٹنے والے نے شائن گراؤ

پر قبضہ خیز بیمارطیاروں کی اور زمین سے جرمن توپخانے نے راکٹ برسا کر اس کا ساتھ دیا اور اس عظیم دہشتناک تباہ کاری کے جو میں جرمن ٹینک شہر کی طرف بڑھے، مگر جرمنوں کا نقصان بھی کچھ کم نہ

تھا۔ ان کے دروازے پانچ سو آدمی مرے تھے۔ ہلتر برقیہت پر اسے فتح کرنے پر تیار ہوا تھا۔ اس نے اپنی ماری توٹ سٹائن گراؤ پر

جھونک دی تھی اور یہ زوت شمال اور جنوب دونوں جانب سے سخت خطرے میں تھی۔ جہز تیرہ ٹینک اپنی فوجوں کو مارنے کے خواہش مند سے ہوا کہ شائن گراؤ کے شاہ میں جمع کر رہا تھا۔ جرمن جہز شائن

جہز فریڈریش لٹنے ہلتر کو اس خطرے کی طرف بار بار متوجہ کیا، مگر بے سود۔ اس کی آنکھوں پر توپانی، جنگی بصیرت اور فوجی ناہنیت کی پٹی بندھی تھی۔

شائن گراؤ جس کا نام بدل کر اب دوگو گراؤ رکھ دیا گیا ہے، ایک میل چار سو دریاں سے دنگا کے کنارے کنارے میں نیل لپک چلا گیا ہے۔

۱۷ ستمبر کو ۹۰ ہانڈو جہز کا ہارل شائن گراؤ کے شمال میں دنگا پر پہنچا اور ایک کینٹر بند خیز ڈیرن نے شائن گراؤ میں

گوکھنڈرات میں تبدیلی کر دیا تھا، اگر آپ ہر کنڈر ایک قلعہ بن چکا تھا
جرمنوں کو قدم قدم پر مزاحمت دے رہی تھی۔ انہیں ایک ایک گھری
نہیں، گھر کے ایک ایک کمرے کے لیے جنگ لڑانی پڑ رہی تھی۔
ایک ایک میز اور بیٹھنے کے لیے ایک دوپائی پیچھے بیٹھے جوتے تھے۔
جن عمارتوں پر جرمن فوجی قابض ہو جاتے تھے انہیں روسی ہاؤس کے
ذریعے جڑ بنیاد سے اڑا دیتے تھے۔ ایک عمارت کے تہ خانے میں
جرمنوں نے ریڈیو سیشن قائم کر رکھا تھا۔ روسیوں نے اس تہ خانے
سے گزرتے والے پانی کا ٹی کاٹ ڈالا جس سے پورا تہ خانہ پانی سے
بھر گیا اور جتنے جرمن وہاں موجود تھے ڈوب گئے۔

جرمن اس طریق جنگ کے خواگزار تھے۔ ان کے ٹینک بھل
بے کار ہو کر رہ گئے تھے۔ شہری آبادی کا انھیں اگر ہوجانا تو شان گراؤ
ایک سنان خراب نظر آتا، اگر آپ وہ ایک آباد شہر تھا جس کے ایک
ایک مکان کے لیے اس کے باشندے اپنی جان قربان کر رہے
تھے یہی نہیں غیروں کی مہاری اور قربانی کے گور بارانی کی
قیامت خیز یوں ہیں کارخانے اپنا کام کو بیٹے تھے اور ٹوک، ٹرکیٹر
اور مشینیں تھیں تیار ہو رہی تھیں۔ شان گراؤ کا شمار ۹۰ دن تک
جاری رہا، اس دوران ملک جرمنوں نے شہر کے قلب پر قبضہ کرنے کی
سرتوڑ کوشش کی۔ فوج کے مطابق وہ شان گراؤ کے چاروں
طرف ایک قیعت نما لاتے پر قابض ہونے میں کامیاب ہو گئے
لیکن ان فتوحات کے باوجود یہ مارا محض جرمن جنرل سٹات
بائنسورم جین آف سٹات جنرل ہالڈر کے لیے ایک بیباک
خواب تھا۔ شمال کی طرف سے قیامت خیز طوفان اٹھ رہا تھا۔
روسی ہاکو اور شان گراؤ کے درمیان اور دو لگا کے عقب میں بھاری
تعداد میں فوجیں جمع کر رہے تھے۔ اس کے برعکس جرمن فوجیں
دور دور تک پھیلی ہوئی تھیں۔ جنرل ہالڈر نے اس ماری صورت حال
کی طرف ہٹ کر توجہ کیا، مگر وہ بھائے اس کے کہ اڈے تہ ہونے
خطرے کو محسوس کرتا، اسٹالین میں آگیا اور جنرل ہالڈر کو طرف
کر کے جنرل کرٹ ریزر کو سپین آف سٹات بنا دیا۔

جرمن سپاہی نہایت خستہ حال تھے۔ دوسرے مصائب تو تھے
ہی، سردی قیامت ڈھا رہی تھی۔ زندگی سخت مشکل تھی اور موت
نہایت آرزو، سردی سے مرنے والوں کی تعداد جنگ کے متواتر
سے کہیں زیادہ تھی۔ وہاں بھی شان گراؤ میں آگے بڑھ رہے تھے،
مگر ایک ایک اپرچ کے لیے انہیں بھاری قیمت دینی پڑ رہی تھی۔
۹ نومبر کو جرمنوں نے پورے شان گراؤ پر قبضہ کرنے کے لیے
آخری بار زبردست کوشش کی۔ گلی کو پچے کی جنگ میں خصوصی
تربیت یافتہ سپاہیوں کی ایک رجمنٹ ہٹاروں کے ذریعے پہنچ گئی
تھی اور وہ شہر کے کنڈرات میں سے گزرتے ہوئے روسی مورچوں
کی طرف بڑھنے لگی۔ یہ مورچے دھکے کھانے سو دو سو فٹ بلندی
پر وسیع عمودی دھکے پر قائم کیے گئے تھے۔ روسیوں نے انہیں قدم
قدم پر روکنے کی جدوجہد کی اور اپنی مافوں پر کھین گئے۔ جرمنوں کی
کوششیں بھی کر رہے تھے کہ وہ ۱۰ میل لمبی پٹان کے کسی حصے پر اپنا مورچہ قائم
کر لیں۔ ایسا کرنے سے وہ شان گراؤ کو کرمانا، رسد اور فوجی سامان سے
کلیئر محروم کر سکتے تھے۔ جرمنوں نے ایک ایک مکان اور ایک ایک
کنڈر پر قبضہ کرنے کے لیے ایک ایک یونٹ تعین کر دیا تھا۔ ہسپتال
کثرت تعداد اور کیل کائنات سے میں ہونے کے باوجود وہ بھاری نقصان
سے دوچار ہو رہے تھے۔ ایک ایک دفائی موپے کو ختم کرنے میں گئی
گئی گھنے ملک جاتے تھے۔ اینٹوں، ڈانگوں، ہاڈوں، لکڑی کے
شیتروں، فولاد، انسانی سروں کے ٹکڑوں، ٹوٹی ہوئی آنکھوں اور
کپڑوں کے ٹپے بٹے دھیر جہاں تھانے نظر آتے تھے وہی جب
بھی موقع پاتے کنڈرات اور شہر مکانات کے کمروں سے نکل کر
جرمنوں پر حملہ آور ہو جاتے، آہ و زاریوں اور پانی کے ٹکڑوں میں
بارود بھر دیتے اور پھر انہیں فلیٹ دکھا دیتے۔ قیامت خیز دھماکہ
ہوتا اور موقع پر متعین جرمن سپاہیوں کے ہر آنچے اڑ جاتے۔ جرمن
دو بار بار فائرنگ کرتے اور بار بار اوقات لاشوں تک کو چھین کر لیتے
تک کسی کو قیدی بنایا جاتا تھا کسی کا جنازہ اٹھاتا تھا۔ زخمیوں کا علاج
رائٹس کی ایک گولی تھا۔

لگاتے ہوئے دھڑلہ پڑتے تھے۔ بدین ترین اسے میں عزق
جرمن فوج کی صفیں کالی کی طرح چھٹ جاتی تھیں۔

۱۲ نومبر کی شام کو شمال اور جنوب سے حملہ آور ہونے والی
روسی فوجیں دریائے ڈان کے شرقی کنارے پر مشل گراڈ کے سین
سائے ۴۰ میل کے فاصلے پر آئیں۔ یہاں گیس اور جرمن چھٹی فوج کے
دو لاکھ ستر ہزار پانچویں مکمل طور پر گھیرے میں آگئے۔ جنرل سناٹو
دو غصے سے پاگل ہو گیا۔ زلہ آٹھویں پانز کے کانڈرٹسٹ جنرل
ہیمر پر گرا جسے روانہ ہوئی فوج کی حفاظت سونپی گئی تھی۔ جنرل نے اسے
برطوت کر کے قید کر دیا۔ فوجی ہیڈ کوارٹر انتشار و کشتار تھا اور ہٹلر کا
خیال تھا کہ سارا جنرل شات اس کے خلاف ریشہ دوانیوں میں
مصروف ہے۔

اب چھٹی فوج کے لیے شہر نالی کرینے کے سوا اور کوئی چارہ
نہ تھا۔ مردانہ وار مزاحمت کے باوجود وہ گھر چلی تھی۔ شاتن گراڈ کی پوری
داواؤں کے ہاتھ سے نکل گئی تھی۔ جنوب مشرق اور شمال سے روسی
فوجیں جاری تعداد میں پہنچ رہی تھیں۔ اینڈ من تقریباً ختم ہو چکا تھا۔
گراڈ بارود کی بھی شدید قلت تھی۔ کھانے پینے کا سامان صرف چرن
کے لیے باقی تھا۔ چھٹی فوج کے کانڈر جنرل وان ہولس نے سنے
چیت آف شات جنرل ریڈر کو ماری ضرورت حامل سے مطلع کیا
اور شہر چھوڑنے کی اجازت طلب کی۔ اس درخواست کا جواب ہٹلر
نے منہ نہیں دیا۔ یہ علاقہ عارضی ہے۔ شاتن گراڈ کسی حالت میں خالی
نہیں کیا جائے گا۔ ہم چھٹی فوج کو سامان حرب اور مدد پہنچانے کی ہر
ممکن کوشش کریں گے۔ ہمیں امید ہے کہ چھٹی فوج کے ہمارے فوجیوں
اور اسی کے کانڈر ان چیت اپنا فرض انجام دیں گے۔ سائے
جنرل شات کی رائے تھی کہ جنرل وان ہولس کو شہر نالی کر دینا چاہیے
ورنہ پوری فوج تباہ و برباد ہو جائے گی، مگر ہٹلر نے شہر خالی نہیں
ہو گا۔ وہ باہر سے امداد پہنچا کر فوج کو بچا لے گا۔

۴ نومبر کی رات کو ڈنشا کے مقام پر ہٹلر کے پرائیوٹ
آفس میں پانچ ٹھکے ٹھکے ایک طویل الجاسٹ ہوا ہٹلر کو اپنے

ہمارے فوجی ایک مختصر فوج دریائے ڈان کے کنارے دو
سورہل پر قابض ہو گئی، مگر مختصر فوج کو نہ ساہارا دے سکتی تھی۔
یہاں تو بھاری توپخانے اور پوری ایک ڈویژن فوج کی ضرورت تھی۔
اور پھر ہٹلر کو فیصلہ کن دن آگیا۔ پہنچا۔ اس روز سردی
انتہا پر تھی۔ درجہ حرارت ۱۰- تک پہنچ گیا تھا۔ برہنہ پوری تھی اور
۱۱ میل کی گھنٹہ کی رفتار سے سب کو کھینے والی برف آندھی چلی
رہی تھی۔ رات کے چار بجے تھے کہ شاتن گراڈ کے شمال مشرق میں
۵۰ میل دور ایک رعد آگ سا گرج پیدا ہوئی۔ آٹھ سو روسی فوجوں نے
تیسری رات فوج پر اپنے دہانے کھول دیئے جو جرمن فوج کے شمال
مشرق بازو کی حفاظت کر رہی تھی۔ رپہ اور آگ کی یہ بارش نہایت
تباہ کن تھی۔ جرمن سورہل میں گولہ بارود کے ذخیرے سے آگ لگنے لگی تھی۔
ٹینک اسی وقت روسی فوج اور روسی شاتن گراڈ میں جرمنوں پر ضرب
کاری دکھائی دے رہی تھی۔ صبح کریمین کایا کے جنگل میں پچھے ہوئے
روسی ٹینک باہر نکلنے لگے۔ ہر ٹینک سے بیوہ پانچ سو سے بھی
بہیزنیوں کی طرح چھٹے ہوئے تھے۔ اس سے پہلے کرواوی فوج
جھاگتی، اس کے پرچھے اڑ گئے۔ اب روسی فوج ایک طرف ان کی
طرح چھٹی فوج کی طرف دھمکی جس نے دریائے ڈان کے کنارے
بیس میل لمبا اور بارہ میل چوڑا نیم دائرہ سانبایا تھا۔

دریائے ڈان کے مغربی کنارے کے ایک سو پچھہ ہر ابھی
روسی قابض ہیں آتے تھے۔ اس سو پچھہ نے مدش زکون سکھیے
بنیادی کیسپ کا کام دیا۔ مشرقی کنارے سے سامان رعد و ٹینک نکل
اور بیادہ فوج جاری تعداد میں نمود و لگا کو سبور کے پہنچ گئی۔ اور پھر
شالی فوج نے عمل کیا۔ اور اسی فوج نے چھٹی بازو فوج کے عقب پر
حملہ کر دیا جو شاتن گراڈ کے بعض حصوں پر قابض ہو چکی تھی۔ سکو کے
طراتے سے جیسے جیسے فوجیں آتی گئیں اس اور طرف چلنے کی شدت
میں اضافہ ہوتا گیا۔ اس عملے میں بیادہ فوج اور ٹینکوں کے علاوہ
فازن گھر مولروں کے دو دستوں نے بھی حصہ لیا۔ شجاعت اور تہور
کا عجیب نظارہ تھا۔ تقریباً پچاس ہزار مسودہ تواریخ لہراتے دھوئے

جربوں کی رائے بادل خواستہ تسلیم کرنی چاہی اور فیصلہ ہوا کہ جربوں پر اس کو علاقہ توڑ کر عمل آنا چاہیے۔ دو نیچے کے قریب یہ اجلاس برنست ہوا۔ جربوں شات کے انٹرمیٹن تھے۔ جربوں نیشنل رائے جربوں پر اس کو کئی فن پر اطلاع بھی ملے دی کہ اسے صبح سات اور آٹھ بجے کے درمیان علاقہ توڑ کر شہر سے نکل آنے کے احکام مل جائیں گے۔

اسی صبح مقررہ وقت پر جربوں دن پر اس کو بڑی بے چینی کے ساتھ احکام ملنے کا انتظار کر رہا تھا۔ شبیک اسی وقت ۳۰۰ میل دُور ہرمن خضائیہ کا کمانڈر دن چھین جربوں کو گز رنگ ہٹلر سے ملا اور اس نے پیشکش کی کہ جربوں دن شاتل گراؤ کے تینوں برائی اٹنے اپنے ہاتھ سے نکلنے دے، تو وہ ایک دن میں تین سو تین خوراک، کپڑے اور گولہ بارود معصور فوج کو پہنچا سکتا ہے۔ ہٹلر نے رات کا فیصلہ بدل ڈالا۔ جربوں دن کو شام کے قریب ریڈیو کے ذریعے اس کا علم ہوا۔ شاتل گراؤ کے داغ کا منصوبہ بھی براہ راست ہیڈ کوارٹر سے پہنچ گیا۔

چھبہ فوج کو شاتل گراؤ دینی میں نہ کرانا تھا۔ فوہر کے باقی ماندہ چھ دفوں اور دو سمبر کے جینے میں روزانہ ایک سو اڑھائی تے تھے اور جنوری میں یہ تعداد نو خوں، سردی، جھوک اور بیماری سے ہندو سو تک پہنچ گئی۔ گز رنگ نے معصور فوج کو اٹھایا پھانے کی کوشش کی، لیکن روسی توپخانے نے جلد ہی دو برائی اڈوں کو بڑی مدد تک ناکارہ کر کے رکھ دیا۔

اردو سمبر کو روسیوں نے شاتل گراؤ پر حملہ شروع کر دیا۔ ابتدا میں جرمن حملہ آوروں کو جھکا تے تھے۔ جو اپنی ہماڑوں کے فریجے ساہان رسد سمجھتا تھا اور گولہ بارود کے محتاط استعمال سے روسیوں کی پیش قدمی محدود رکھنے میں بھی کامیاب تھے، لیکن نہیں رات دن سیکڑوں چھوٹی چھوٹی جنگیں لڑنا پڑتی تھیں۔ رات رات ان کی حالت تپتی ہوئی ملتی گئی۔ جھوک، سردی اور روسیوں کے تابڑ توڑ حملے قیامت ڈھا رہے تھے۔ روسیوں نے ہرمن چھٹی فوج کو زمیست وناہو کر دینے کا منصوبہ بنالیا تھا۔ پانچ لاکھ روسی فوج شمال اور جنوب سے شاتل گراؤ

پہنچ چکی تھی۔ جربوں جو نیگوت کی باتوں میں سائبرین فوج ہوا بھی ملک شاتل گراؤ کے بعض حصوں کے دناغ کر رہی تھی، شہر سے نکل آئی تھی اور مغربی سمت میں تین فوج سے آئی تھی۔ وہی شہر جس کا وہی اب ملک دناغ کرتے تھے تھے اب ان کا دت بن گیا تھا، تاہم وہی کچھ ایسی جلدی میں نہ تھے۔ وہ ایک گولی پلاسے بغیر موسم بہار تک معصور جرمن فوج کو پھوکوں مار سکتے تھے۔

پوچھو پچھاؤ فوج نے جربوں دن انٹین کی سرکردگی میں چھٹی فوج کے آتی ماندہ دو لاکھ ماندہ لوگوں کے لیے کوشش کی۔ اس وقت وہ شاتل گراؤ کے جنوب میں ۶۲ میل دُور تھی۔ تیز رفتاری ہوا اور سخت برساتی میں لینا کرتے ہوئے وہ ۱۹ دسمبر کو شاتل گراؤ سے ۲۲ میل کے فاصلے پہنچ گئی۔ مگر اردو سمبر تک اس کا کچھ بڑھنا نہ مل سکے۔ روسی فوج چاروں طرف سے اندھائی تھی اور معصور فوج کے ہر طرف سے کٹ جانے کا فوری خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ دن انٹین نے دن پر اس کو ریڈیو پر پیغام بھیجا کہ وہ بھی گھنٹے کے اندر اندر روسی فوج کا علاقہ توڑ کر جنوب میں نہات و ہندہ فوج سے آئے۔ اسی وقت دن پر اس کے ساتھ ۲۹ جربوں شاتل گراؤ میں موجود تھے۔ وہ سب اس قابلِ نفرت شہر کو چھوڑ دینا چاہتے تھے اور انھوں نے احکام کے منتظر بیٹھے تھے۔ مگر دن پر اس ہاتھ تھا کہ یک دم دن انٹین نے اپنے طور پر دیا ہے۔ اس نے اس بنیاد پر شاتل گراؤ چھوڑنے سے انکار کر دیا کہ اس کے پاس نہیں کا جو ذخیرہ ہے اس سے چھٹی فوج میں میل سے زیادہ سفر نہیں کر سکتی۔ دن پر اس براہ راست ہٹلر سے احکام چاہتا تھا اور ہٹلر اب بھی ہند تھا کہ چھٹی فوج کو شاتل گراؤ نکالیں کرنا چاہیے۔

شب و روز کی گزشت کے ساتھ معصورین راشن کی کمی کا شکار ہو رہے تھے۔ جرمن خضائیہ نے راشن خفا سے گرانے کا تجربہ کیا، مگر یہ تجربہ بھی ناکام رہا۔ اس طرح زیادہ تر راشن روسیوں کے ہاتھ لگ جاتا تھا۔ شہر سے نکلنے، بیٹیاں اور جو ہے غائب ہو گئے چھٹی فوج کے ساتھ تو یہی کھینچنے کے لیے کوئی بارہ ہزار گھوڑے بھی تھے۔ چھ ہزار گھوڑے کرس کے موٹے پر داغ کر دیے گئے تھے اور اب

ہا ہی چھوٹے چھوٹے گروہوں میں رشتے اور ختم ہوتے رہے۔۔۔ ہر جنوری کا کچھ رات گئے دان پولس کو جنرل ڈنٹر کا بیٹا مہینا ہٹو نے لے لیا۔ فیڈ مارش بنا دیا ہے، مگر دان پولس کے لیے اس میں ہرٹ لاکوئی سامان نہ تھا۔ ۳۱ جنوری کا سورج طلوع ہوا، تو فرخ منور ہرٹ بھی ختم ہو گئی اور فیڈ مارش دان پولس نے ہتھیار ڈال دیے۔ ہتھیار ڈالنے والوں میں ۲۳ جرنل اور ہزاروں افراد تھے۔ انہیں قیدی بنایا گیا۔ تیس ہزار سپاہی شامل تھے، روسیوں نے انہیں قیدی بنایا تھا۔ ان قیدیوں کو جنرل کی طرف قیدیوں کے ایک کیپ میں بیج دیا گیا۔ ان میں سے بچاں ہزار پلے دو ماہ میں اس سفر کے دوران ہی میں مر گئے۔ باقی اڈوں کا کیا مشر ہوا، روسیوں کے سوا کسی کو خبر نہیں۔ ان ہتھیار ڈالنے والوں میں سے پانچ ہزار جنگ آزمودہ سپاہی جرنل واپس آئے۔ باتوں کے بارے میں یہی کہا جاسکتا ہے کہ وہ مر چکے ہیں۔

باقی اڈوں کی اری اگئی تھی۔ پیٹر منک واحد ہوائی اڈہ تھا جو بھی تک قابل استعمال تھا اور جس کے ذریعے محصور فوج کو کچھ نہ کچھ سامان رسد پہنچ رہا تھا۔ ۱۵ جنوری کو یہ بھی ان کے ہاتھ سے نکل گیا، پھر دوسرے ہوائی اڈے گر کر بھی روسیوں نے قبضہ کر لیا اور اب سامان رسد پہنچنے کی آخری امید ختم ہو گئی۔ یہی ہوائی اڈے انہیں کی امید گاہ بھی تھے، انہی کے ذریعے انہیں سامان گراڈ سے باہر منتقل کیا جاتا تھا۔ اس امید گاہ تک پہنچانے کے لیے جو کچھ کوئی انتظام نہ تھا، اس لیے زخمی خود گھٹ گھٹ کر برے حال میں تک پہنچتے تھے۔ ہزاروں زخمی اس پانچ میل لمبے رستے پر ہی دم توڑ دیتے تھے لیکن اب پہنچنے کا یہ راستہ بھی بند ہو گیا تھا۔

شہر میں زخمیوں کی حالت اور بھی بڑی تھی۔ ان کے زخموں میں کیرے چڑھ گئے تھے، مگر دادا لاکوئی سامان نہ تھا، میں ہیڈلر گرڈ گرڈ کر رہا تھا، ان کے مندر میں تھا۔ شناق، اعصابی تشنج اور خونین عام پھیل گیا تھا۔ زخمی اور بیمار ایک دوسرے کے پلو پر پلو ہر روز سینکڑوں کی تعداد میں مر رہے تھے۔ ان میں خودکشی کی وارداتیں بھی عام تھیں۔

ہزاروں تک روئی اتنی تیاری کر چکے تھے کہ وہ کسی وقت بھی شہر میں داخل ہو سکتے تھے، لیکن وہ چاہتے تھے کہ کسی مزید خون خرابے کے بغیر ہی یہ مرحلے طے ہو جائے۔ جنرل روکا سوفسکی نے جنرل دان پولس کو ہتھیار ڈال دینے کا بیٹا مہینا۔ اس وقت محصور فوج کی حالت نہایت زار و زبور تھی۔ بیرونی امداد کی لاریاں ختم ہو گئی تھیں جو تھی پانز فوج رستوں کی خون بہا ہر قی جاری تھی جرنل نے تھوڑے ہی وقت میں دوبارہ روسیوں کو امید کی کہ جرنل اب کسی پس و پیش کے بغیر ہتھیار ڈال دیں گے، مگر شہر اب بھی اپنی منہ پر اڑا ہوا تھا۔ اس نے حکم دیا: بھینچ فوج سپر اڈا نہیں ہوگی۔ جب تک ایک سپاہی بھی زندہ ہے اسے مار پے پر قائم رہنا چاہیے۔

۱۰ جنوری کو جنرل روکا سوفسکی کی فوجیں شان گراڈ میں داخل ہو گئیں، مگر عظیم سپہا فوج کی طرف سے کوئی منظم مزاحمت نہ ہوئی جرنل

اصفہانی خوش رنگ و خوش مزہ چائے

